بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نظرات

مئی کے دوسرے ہفتے میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا یومِ تاسیس منایا جا رہا ہے ــــــ صدرِ پاکستان جناب فضل الٰہی چودھری صاحب یومِ تاسیس کی سہ روزہ تقریبات کا افتتاح فرمائیں گے۔ اس موقع پر لیکچرز اور سیمینار کے علاوہ اسلامی علوم سے متعلق کتابوں کی ایک نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ سیمینار میں شرکت کے لئے ملک کے متعدد ممتاز اہلِ علم کو دعوت دی گئی ہے۔ جو فنِ تحقیق، اسلامی علوم و فنون اور مسلم تہذیب و ثقافت کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کریں گے۔

ادارے کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ادارے کا یومِ تاسیس منایا جا رہا ہے۔ ایک سال پہلے مذہبی امور کی وزارت کے قیام کے بعد جب ادارے کا الحاق اس وزارت کے ساتھ ہو گیا تو وفاقی وزیر جناب مولانا کوثر نیازی نے ادارے کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔ انہوں نے ادارہ میں تشریف آوری پر ارکانِ ادارہ کے سامنے جو پہلی تقریر کی اس میں ادارے کو فعّال بنانے کے لئے نئے عزائم کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اب تک متعدد اقدامات کئے جا چکے ہیں تحقیقی منصوبوں میں توسیع اور ان کی تنظیمِ نَو کے علاوہ ادارہ کو عوام میں متعارف کرانے کے لئے بھی بہت سے کام کئے گئے ہیں جن کی تفاصیل اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ یومِ تاسیس منانے کی نئی روایت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس قسم کی تقریبات سے جہاں اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ ماضی اور حال کا جائزہ لے کر مستقبل کے لئے راہِ عمل متعیّن کرنے میں مدد ملتی ہے۔ امید ہے کہ یومِ تاسیس کی تقریبات کے بعد ادارہ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا اور ادارہ فعّال سے فعّال تر بن کر اُبھرے گا۔ محترم وزیرِ مذہبی امور کو ادارے کے ساتھ جو خصوصی لگاؤ ہے اس کے مدِّنظر

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ کی رہنمائی میں ادارہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گا۔

ابھی تک ادارہ کو یونیورسٹی کا درجہ حاصل رہا ہے۔ ہمارے ہاں شعبۂ تحقیق میں کام کرنے والے ارکان کے عہدے یونیورسٹی کے تدریسی عہدوں کے برابر ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیمی قابلیت اور تحقیقی تجربہ بھی اسی درجے کا ہوتا ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں ادارے کے اسکالرز یونیورسٹی کے اساتذہ سے بہتر اور برتر صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ادارے کو یونیورسٹی کے درجہ سے ترقی دے کر سپر یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔ تاکہ یونیورسٹیوں کے لئے ادارہ ایک اعصابی مرکز کی حیثیت سے کام کرے۔ نہ صرف عربی اور اسلامیات کے مضامین میں بلکہ جملہ علوم و فنون میں بشمول سائنس ادارہ رہنمائی کے فرائض انجام دے اور ان میں ہم آہنگی و یک جہتی پیدا کرنے کے لئے جامع منصوبوں پر کام کرے جس کے بغیر ہمارے موجودہ تعلیمی نظام سے ثنویت کی خرابی دُور نہیں ہو سکتی۔ اس وقت ہماری تعلیم ہی نہیں ہماری معاشرت بھی دوئی کا شکار ہے، حتیٰ کہ مذہب بھی قدیم و جدید یا قدامت پسندی اور روشن خیالی کے جھگڑے میں اُلجھ کر رہ گیا ہے۔ تقسیم و تفریق کی قوتیں اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھا رہی ہیں اور ہم ہیں کہ اس دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کو اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ادارے کے موجودہ چیئرمین جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کو اس امر کا احساس ہے وہ اپنی گفتگوؤں میں اس طرف واضح اشارے کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ ان کا عزمِ جواں جلد عملی اقدام کی صورت میں نمودار ہو گا۔

بہ تقریب یومِ تاسیس ادارے کے ہر سہ مجلات (عربی اُردو انگریزی) نے اپنی اپنی خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ہمارے سہ ماہی مجلات نے ضمیمے شائع کئے ہیں جبکہ ماہنامہ فکر و نظر نے مئی کے پرچے کو خصوصی نمبر میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس نمبر کی تیاری میں ادارے کے رفقاء کار کے علاوہ بعض دوسرے اہلِ قلم نے بھی حصہ لیا ہے۔ ہم ادارہ کے چیئرمین جناب مولانا کوثر نیازی صاحب سے خصوصی اشاعت کے لئے خاص مضمون حاصل نہ کر سکے۔ گزشتہ کئی مہینے وہ انتہا سے زیادہ مصروف رہے ہیں اس لئے اس کی توقع بھی بے جا تھی۔ لیکن حسنِ اتفاق سے ہمیں ان کی ایک تازہ تقریر مل گئی جو اس نمبر کے لئے ہر اعتبار سے موزوں ہونے کے علاوہ غیر مطبوعہ بھی ہے۔ اس تقریر میں انہوں نے تحقیق کے مسائل سے بحث کی ہے۔ فنِ تحقیق

سے دلچسپی رکھنے والے اہلِ علم کے لئے اس تقریر میں کئی رہنما اصول اور کام کی باتیں ہیں۔ یہ تقریر وزیر موصوف نے "معجم مصادر اسلامی" کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کی تھی جو ہمیں بزرگوار محترم جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب صدر دائرۂ معارفِ اسلامیہ نے ازراہِ عنایت فراہم کر دی۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اس موقع کا اپنا خطبۂ استقبالیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے جس علمی منصوبے کا آغاز کیا ہے وہ اہم بھی ہے اور عظیم بھی تحقیق و تدقیق میں مشغول اہلِ علم سے اس کا گہرا تعلق ہے اور ادارۂ تحقیقات اسلامی کے علماء کے لئے تو یہ خاصے کی چیز ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب کے خطبے میں اس منصوبے کے تفصیلی تعارف کے علاوہ علم و تحقیق سے متعلق بھی کئی مفید اور کام کی باتیں ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے فکر و نظر کی اس خصوصی اشاعت کے لئے اپنی اور مولانا کوثر نیازی صاحب کی تقریریں عطا فرمائیں جن سے اس نمبر کی قدر و قیمت میں یقیناً اضافہ ہوگا۔

اس شمارے کے ایک مہمان مضمون نگار ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے "اسلامی تحقیقات" کے ایک قابلِ توجہ مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔ مستشرقین نے اسلامی علوم میں تحقیق کا جو معیار پیش کیا ہے اس کی حقیقت کما حقہ، سمجھے بغیر ہم آزادانہ تحقیق کے میدان میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خاص کر یورپ اور امریکہ کے چشمہ ہائے فیض سے سیراب ہو کر آنے والے متغربین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے آئینے میں اپنے اساتذہ کے معیارِ تحقیق کی ایک جھلک دیکھ لیں۔ ہمارے ایک اور مہمان مضمون نگار ابو سعید بزمی انصاری ہیں۔ بزمی صاحب نے اپنے مضمون میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا اجمالی مگر مکمل تعارف پیش کیا ہے۔ اس مضمون کے بعض حصے ممکن ہے تکرار نظر آئیں اس لئے کہ دوسرے مضامین میں الگ الگ ان پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے باوجود بزمی صاحب کے مضمون کی اپنی خصوصیت ہے اور اہمیت و افادیت بھی۔ مضمون مرتب کرنے میں ان کا اپنا رویہ، نقطۂ نظر اور اسلوب نمایاں ہے۔ بزمی صاحب ادارے سے وابستہ رہ چکے ہیں اور ادارے کے ساتھ ان کی دلچسپی آج بھی قائم ہے اس لئے ان کے بیانات ایک واقفِ حال کے بیانات ہیں ہم پر ان دونوں فاضل مضمون نگاروں کا شکریہ بھی واجب ہے کہ انہوں نے ہماری فرمائش پر فکر و نظر کے اس شمارے کے لئے اپنے رشحاتِ قلم ارسال کئے اور پرچے کو وقیع بنانے میں حصہ لیا۔ اس نمبر کے

باقی مضامین ہمارے ادارے کے ساتھیوں کی کاوش کے نتائج ہیں ان کا تعاون شکریے سے بالاتر ہے۔

کوشش کی گئی ہے کہ اس شمارے میں تحقیق، تحقیقاتِ اسلامی، اور ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر مستند مواد اکٹھا کر دیا جائے۔ ہم نے اس نمبر کا ایک جامع اور مکمل خاکہ مرتب کیا تھا جس میں ہر ممکن پہلو شامل تھا اور ہماری خواہش تھی کہ کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے۔ مگر ذہنی خاکوں میں جب عمل کا رنگ بھرا جاتا ہے تو بات کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہم اپنے ذہنی خاکے کے مطابق پرچہ پیش نہ کر سکے، بہت سے پہلو چھوٹ گئے۔ بہت سے گوشے تشنہ رہے۔ بہرحال یہ اس موضوع پر پہلا اور آخری نمبر نہیں۔ امید کہ اب یوم تاسیس منانے کی رسم ہر سال ادا کی جائے گی اور ساتھ ہی خصوصی نمبر نکالنے کی بھی۔ جو کمی اس بار رہ جائے گی اسے آئندہ پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔